بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْكَرِيْمِ   وَعَلٰی عَبْدِهِ الْمَسِيْحِ الْمَوْعُوْد

آیت استخلاف کی حقیقت

ایک تقابلی جائزہ

اللہ تعالیٰ سورۃ نور میں فرماتا ہے۔

وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ آمَنُوْا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُم فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِيْنَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِيْنَهُمُ الَّذِي ارْتَضَى لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْناً يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئاً وَمَن كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَأُولٰئِكَ هُمُ الْفَاسِقُوْن۔ (سورۃ النور۔۵۶)

اللہ (تعالیٰ) نے تم سے ایمان لانے والوں اور مناسب حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ اُن کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا۔ جس طرح اِن سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا ۔اور جو دین اس نے اُن کیلئے پسند کیا ہے وہ اُن کیلئے اِسے مضبوطی سے قائم کر دے گا اور اُنکی خوف کی حالت کے بعد وہ اُن کیلئے امن کی حالت تبدیل کر دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے (اور) کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اِسکے بعد بھی انکار کریں گے وہ فاسقوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ نے جس طرح کی خلافت اُمت موسویہ کو عطا فرمائی تھی اس آیت میں اسی طرح کی خلافت کا امت محمدیہ سے بھی وعدہ فرمایا گیا ہے۔ اس آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے اِسکے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں۔

(۱)''افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو اِستخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبر سے نہیں سوچتے کیونکہ خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہوسکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے۔'' (شہادت القرآن ۱۸۹۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۵۳)

(۲)''خلیفہ کے معنی جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانے کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو اِنکی جگہ آتے ہیں اُن کو خلیفہ کہتے ہیں۔'' (ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۸۳)

(۳)''یہ یاد رہے کہ مجدد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں اور یہ کہنا کہ مجددوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُولٰٓئِکَ ھُمُ الْفَاسِقُوْنَ۔ یعنے بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص اِن کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔'' (شہادت القرآن ۱۸۹۳ء۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۴)

متذکرہ بالا آیت میں جس خلافت کا ذکر کیا گیا ہے اِس کی بالعموم تین اقسام ہیں۔ (۱) خلافت نبوت (۲) خلافت علیٰ منہاج نبوت یا الہامی خلافت (۳) انتخابی یا انتظامی خلافت

خلافت نبوت انبیاء والی خلافت ہے جو اللہ تعالیٰ براہ راست نبیوں کو عنایت فرماتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امت محمدیہ میں اللہ تعالیٰ نے صرف حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کو یہ خلافت عطا فرمائی ہے۔ دوسری قسم کی خلافت، خلافت علیٰ منہاج نبوت یا الہامی خلافت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جتنے بھی مجددین یا محدثین تشریف لائے ان سب کو اللہ تعالیٰ نے خلافت علیٰ منہاج نبوت یعنی الہامی خلافت سے سرفراز فرمایا تھا۔ یہ لوگ نبی نہیں تھے البتہ ان کو اللہ تعالیٰ نے انبیاء کی مانند براہ راست خلعت خلافت سے نوازا۔ یہ سب بزرگ صاحب وحی والہام تھے۔ خلافت کی تیسری قسم انتخابی یا انتظامی خلافت ہے۔ انبیاءؑ کے بعد جو لوگ بذریعہ انتخاب اُنکے جانشین بنتے ہیں وہ انتخابی یا انتظامی خلفاء کہلاتے ہیں۔ یہ لوگ نبی کے نقش قدم پر چلتے اور باقی لوگوں کو بھی چلاتے ہیں۔ نبی کی تعلیم کو قائم کرتے ہیں اور انتظامی امور وغیرہ بھی سرانجام دیتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد خلفائے راشدین، انتخابی خلافت کی مثالیں ہیں۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ رسالہ الوصیت میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''اور چاہیے کہ جماعت کے بزرگ جو نفس پاک رکھتے ہیں میرے نام پر میرے بعد لوگوں سے بیعت لیں۔ ؒ خدا تعالیٰ چاہتا ہے کہ ان تمام روحوں کو جو زمین کی متفرق آبادیوں میں آباد ہیں۔ کیا یورپ اور کیا ایشیاء۔ ان سب کو جو نیک فطرت رکھتے ہیں۔ توحید کی طرف کھینچے اور اپنے بندوں کو دین واحد پر جمع کرے۔ یہی خدا تعالیٰ کا مقصد ہے جس کیلئے میں دنیا میں بھیجا گیا۔ سو تم اس مقصد کی پیروی کرو۔ مگر نرمی اور اخلاق اور دعاؤں پر زور دینے سے اور جب تک کوئی خدا سے رُوح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام

کرو۔

(ژ) ایسے لوگوں کا انتخاب مومنوں کے اتفاق رائے پر ہوگا۔ پس جس شخص کی نسبت چالیس مومن اتفاق کریں گے کہ وہ اس بات کے لائق ہے کہ میرے نام پر لوگوں سے بیعت لے وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ اور چاہیے کہ وہ اپنے تئیں دوسروں کے لیے نمونہ بناوے۔ خدا نے مجھے خبر دی ہے کہ میں تیری جماعت کے لیے تیری ہی ذریت سے ایک شخص کو قائم کرونگا اور اُس کو اپنے قرب اور وحی سے مخصوص کرونگا اور اُسکے ذریعہ سے حق ترقی کرے گا اور بہت سے لوگ سچائی کو قبول کرینگے۔ سو ان دنوں کے منتظر رہو۔ اور تمہیں یاد رہے کہ ہر ایک کی شناخت اُسکے وقت میں ہوتی ہے اور قبل از وقت ممکن ہے کہ وہ معمولی انسان دکھائی دے یا بعض دھوکہ دینے والے خیالات کی وجہ سے قابل اعتراض ٹھیرے۔ جیسا کہ قبل از وقت ایک کامل انسان بننے والا ابھی پیٹ میں صرف ایک نطفہ یا علقہ ہوتا ہے۔'' (الوصیت (۱۹۰۵ء)۔ روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۳۰۶، ۳۰۷)

حضورؑ کے اِن الفاظ سے ثابت ہوتا ہے کہ آپؑ نے اپنے بعد دو قسم کی خلافت کا ذکر فرمایا ہے۔ (۱) انتخابی خلافت (۲) الہامی خلافت یا خلافت علیٰ منہاج نبوت۔

جہاں تک اِلہامی خلافت یعنی خلافت علیٰ منہاج نبوت کا تعلق ہے تو یہ خلافت نبیوں کی طرح اللہ تعالیٰ براہ راست اپنے چنیدہ بندوں کو بخشتا ہے۔ ایسے خلفاء اِلہامی خلفاء ہوتے ہیں کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ سے روح القدس پا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ اور حضورؑ نے رسالہ الوصیت میں ''اور جب تک کوئی خدا سے روح القدس پا کر کھڑا نہ ہو سب میرے بعد مل کر کام کرو۔'' فرما کر افرادِ جماعت کی اِس طرف توجہ مبذول فرما دی ہے۔ اور جہاں تک اِنتخابی خلافت کا تعلق ہے تو اس ضمن میں حضورؑ نے اجمالاً فرما دیا کہ جس شخص کی نسبت چالیس (۴۰) مومن اتفاق کر لیں کہ وہ میرے نام پر بیعت لینے کا اہل ہے تو وہ بیعت لینے کا مجاز ہوگا۔ وغیرہ۔ لیکن تفصیلاً آپؑ نے اس سلسلہ میں جنوری ۱۹۰۶ء میں اپنی زندگی میں بطور ''مجلس اِنتخاب'' ایک صدر انجمن احمدیہ قائم فرما دی اور حضرت مولوی نور الدینؓ کو اِس کا صدر مقرر فرما دیا۔ حضورؑ اپنے قائم کردہ اس ادارے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

''میری رائے تو یہی ہے کہ جس اَمر پر انجمن کا فیصلہ ہو جائے کہ ایسا ہونا چاہیے اور کثرتِ رائے اِس میں ہو جائے تو وہی رائے صحیح سمجھنا چاہیے۔ اور وہی قطعی ہونا چاہیے۔ لیکن اِس قدر میں زیادہ لکھنا پسند کرتا ہوں کہ بعض دینی امور میں جو ہماری خاص اغراض سے تعلق رکھتے ہیں مجھ کو محض اطلاع دی جائے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ یہ انجمن خلاف منشاء میری ہرگز نہیں کرے گی۔ لیکن صرف احتیاطاً لکھا جاتا ہے کہ شاید وہ ایسا اَمر ہو کہ خدا تعالیٰ کا اِس میں کوئی خاص اِرادہ ہو۔ اور یہ صورت صرف میری زندگی تک ہے اور بعد میں ہر ایک اَمر میں صرف انجمن کا اِجتہاد ہی کافی ہوگا۔'' (مرزا غلام احمد عفی اللہ عنہ ۲۷۔ اکتوبر ۱۹۰۷ء بحوالہ حقیقت اِختلاف مؤلف مولوی محمد علی صاحب صفحہ ۷۶)

حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ نے مورخہ ۱۵/اکتوبر ۱۹۰۹ء کو اپنے خطبہ عید الفطر میں حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے تصنیف کردہ ''رسالہ الوصیت'' کی حقیقت پر یوں اظہار خیال فرمایا:۔ ''حضرت صاحب کی تصنیف میں معرفت کا ایک نکتہ ہے وہ میں تمہیں کھول کر سناتا ہوں۔ جس کو خلیفہ بنانا تھا اُس کا معاملہ تو خُدا کے سپرد کر دیا اور اُدھر چودہ اشخاص کو فرمایا کہ تم بہیئت (بحیثیت۔ ناقل) مجموعی خلیفۃ المسیح ہو۔ تمہارا فیصلہ قطعی فیصلہ ہے اور گورنمنٹ کے نزدیک بھی وہی قطعی ہے۔ پھر اِن چودہ کے چودہ کو باندھ کر ایک شخص کے ہاتھ پر بیعت کرا دی کہ اِسے اپنا خلیفہ مانو اور اِس طرح تمہیں اِکٹھا کر دیا۔ پھر نہ صرف چودہ کا بلکہ قوم کا میری خلافت پر اجماع ہو گیا۔ اب جو اجماع کا خلاف کرنیوالا ہے وہ خُدا کا مخالف ہے۔ چنانچہ فرمایا وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلَّىٰ وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ وَسَاءَتْ مَصِيرًا (النساء:۱۱۶)۔ میں نے الوصیت کو خوب پڑھا ہے۔ واقعی چودہ آدمیوں کو خلیفۃ المسیح قرار دیا ہے اور انکی کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی فرمایا۔ اب دیکھو کہ انہی متقیوں نے جن کو حضرت صاحب نے اپنی خلافت کیلئے منتخب فرمایا اپنی تقویٰ کی رائے سے، اپنی اجماعی رائے سے ایک شخص کو اپنا خلیفہ و امیر مقرر کیا اور پھر نہ صرف خود بلکہ ہزار ہا ہزار لوگوں کو اسی کشتی پر چڑھایا جس پر خود سوار ہوئے۔ تو کیا خدا تعالیٰ ساری قوم کا بیڑا غرق کر دے گا؟ ہرگز نہیں۔ پس تم کان کھول کر سنو۔ اگر اب اِس معاہدہ کے خلاف کرو گے تو فَأَعْقَبَهُمْ نِفَاقًا فِي قُلُوبِهِمْ (التوبہ:۷۷) کے مصداق بنو گے۔ میں نے تمہیں یہ کیوں سنایا؟ اس لئے کہ تم میں بعض نافہم ہیں جو بار بار کمزوریاں دکھاتے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ مجھ سے بڑھ کر جانتے ہیں۔ (خطبات نور۔ صفحہ ۴۱۹)

حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ نے اپنے اِن الفاظ میں ''صدر انجمن احمدیہ'' کو بڑے واضح الفاظ میں خلیفہ کے چناؤ کیلئے ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا ہے۔ اب بعد ازاں جماعت احمدیہ قائم تھی اور حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ بھی موجود تھے۔ تبلیغ اسلام کیلئے جماعتی علماء کے علاوہ اشاعت توحید اور اعلائے کلمہ اسلام کیلئے حضرت بانئے سلسلہ احمدیہ کے جاری کردہ دو اخبارات (الحکم اور البدر) اور رسالہ ریویو آف ریلیجنز (Review of Religions) بھی موجود تھے۔ علاوہ ازیں خلیفہ کے چناؤ کیلئے آپؑ نے ''صدر انجمن احمدیہ'' کے نام سے ایک مقتدر ادارہ بھی قائم فرما دیا تھا۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ یہ سب کچھ ہوتے ہوئے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی قائم کردہ ''صدر انجمن احمدیہ'' کے بالمقابل آپکے بیٹے مرزا البشیر الدین محمود احمد صاحب کو ۱۹۰۹ء میں ''انجمن ارشاد'' اور اوائل ۱۹۱۱ء میں ایک ''انجمن اَنصار اللہ'' بنانے کی کیا ضرورت تھی یا اِسکے بنانے کی ضرورت کیوں پڑی۔؟ ؎

کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

سلسلہ عالیہ احمدیہ میں خلیفہ اوّل تو صدر انجمن احمدیہ اور پوری جماعت کا متفقہ انتخاب تھے۔ اب ''صدر انجمن احمدیہ'' (جس کو حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے رسالہ ''الوصیت'' میں اپنا

جانشین قرار دیا اور اِسکے ممبران کو بھی آپ نے بذات خود مقرر فرمایا تھا۔اور پھر حضورؑ کے وصال کے بعد حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے بھی اس صدر انجمن احمدیہ کو ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا تھا) کے ہوتے ہوئے مرزا بشیر الدین محمود احمد کو اپنی الگ انجمنیں کیوں بنانی پڑیں؟ یاد رہے کہ یہی وہ ٹرننگ پوائنٹ (Turning point) تھا جہاں مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اپنے مخصوص مقاصد کی تکمیل کیلئے احمدیت کے لبادے میں محمودیت کا آغاز کیا تھا۔اور پھر حضرت خلیفۃ المسیح اوّل کی رحلت پر اپنے مذموم ایجنڈے پر کام شروع کر دیا۔وہ اس طرح کہ جس صدر انجمن احمدیہ کو حضورؑ نے قائم فرمایا اور اِسکے کثرت رائے کے فیصلہ کو قطعی اور درست قرار دیا اور پھر بعد ازاں حضرت خلیفۃ المسیح اوّل نے بھی اس انجمن کو آئندہ خلیفہ کے چناؤ کیلئے ''مجلس اِنتخاب'' قرار دیا تھا مرزا بشیر الدین محمود احمد نے اس ''صدر انجمن احمدیہ'' کا بطور ''مجلس اِنتخاب'' ردّ کرتے ہوئے احمدی پبلک میں کھڑے ہو کر اپنا بطور خلیفۃ المسیح ثانی ہونے کا انتخاب کروایا۔اور پھر اپنے دورِ خلافت میں ''مجلس شوریٰ'' کی بجائے ایک ایسی ''مجلس اِنتخاب'' بنائی جس کے ممبران تنخواہ دار ملازمین اور منظور نظر افراد جماعت پر مشتمل تھے۔ایسی منظور نظر مجلس انتخاب (electoral college) مغلیہ خاندان (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی اولاد) کے سوا حضورؑ کی روحانی اولاد یعنی جماعت احمدیہ میں سے کسی کو خلیفہ منتخب کرنا تو درکنار اس کا سوچ بھی نہیں سکتی تھی۔اور اس طرح آئندہ خلیفہ کیلئے اِنتخاب کے بھیس میں بالواسطہ نامزدگی کا طریقہ کار جاری کر دیا گیا۔ایسی مجلس اِنتخاب کے بنائے ہوئے تیسرے اور چوتھے خلیفے دراصل بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء تھے۔وہ کس طرح۔؟ یہ اس طرح کہ خلیفہ ثالث کے انتخاب کیلئے جو مجلس انتخاب بنائی گئی تھی اُسکے سارے ممبران خلیفہ ثانی کے نامزد کردہ تھے۔(بعض ان میں جماعتی تنخواہ دار ملازم تھے اور بعض اضلاع اور بعض ممالک کے نامزد امراء تھے) ظاہر ہے یہ نامزد کردہ ''مجلس انتخاب'' خلیفہ ثانی کی خواہش کے برخلاف کسی دوسرے انسان کو، خواہ وہ کتنا ہی نیک اور متقی ہوتا بطور خلیفہ ثالث منتخب نہیں کر سکتی تھی۔اور پھر آپ کی وفات کے بعد آپ کی خواہش کے عین مطابق آپ کا پلوٹھا بیٹا مرزا ناصر احمد بطور خلیفہ ثالث منتخب ہو گیا۔بالکل اسی طرح چوتھا خلیفہ بھی دراصل بالواسطہ نامزد ہوا تھا۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد خلافت علیٰ منہاج نبوت کے مطابق الہامی یا خدا کا بنایا ہوا خلیفہ صرف اور صرف غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہی ہے جو رُوح القدس پا کر کھڑا ہو گا۔

خلیفہ اوّل اور ثانی کو ہم انتخابی خلفاء کہہ سکتے ہیں نہ کہ الہامی۔ازاں بعد تیسرے اور چوتھے خلفاء کی امثال تو بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلافت کی مثالیں ہیں۔اور حیرت ہے کہ ان بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء کو الہامی یعنی خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہا جاتا ہے۔جھوٹ یہ نہیں ہے کہ یہ خلفاء بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء تھے بلکہ مکر اور بڑا جھوٹ یہ ہے کہ ان بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلفاء کو الہامی یا خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہا گیا ہے۔کیا کوئی ثابت کر سکتا ہے کہ یہ خلفاء الہامی یا خدا کے بنائے ہوئے خلفاء تھے؟ ہرگز نہیں۔یہ خلفاء تو انتخابی بھی نہیں تھے چہ جائیکہ الہامی ہوں۔دنیا میں جمہوری رنگ میں منتخب کردہ حکمرانوں کو ہم ''زبانِ خلق نقارۂ خدا'' کے مطابق خدا کے مقرر کردہ حکمران کہہ سکتے ہیں۔اسی طرح مطلق العنان حکمران (dictators) جو بزور طاقت (خواہ یہ طاقت فوجی ہو یا کسی سیاسی اور مذہبی نظام کی ہو) برسرِ اقتدار آتے ہیں اگر ہم انہیں خدا کے بنائے حکمران کہہ سکتے ہیں تو پھر اس رنگ میں جماعت احمدیہ میں ایک منظور نظر ''مجلس انتخاب'' کے بنائے ہوئے خلفاء کو بھی خدا کے بنائے ہوئے خلفاء کہہ لینے میں کوئی حرج نہیں۔امرِ واقع یہ ہے کہ خلیفہ ثانی، خلیفہ ثالث اور خلیفہ رابع خلفائے راشدین نہیں تھے بلکہ اموی اور عباسی خلفاء کی طرح ملوک تھے اور اگر اموی اور عباسی خلفاء کو ہم آنحضرت ﷺ کے جانشین کہہ سکتے ہیں تو پھر ان مغلیٰ خلفاء کو بھی حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جانشین کہا جا سکتا ہے۔

خلیفہ رابع کا آخری حربہ یعنی خاموشی۔

خلیفہ رابع نے مسندِ خلافت پر بیٹھتے ہی افراد جماعت کو حسین خوشخبریاں دینی شروع کیں اور اس کی تفصیل میری کتاب ''غلام مسیح الزماں'' کے حصہ اوّل میں بعنوان ''امام وقت کی حیرت انگیز بشارات'' میں موجود ہے۔اِسے اتفاق کہہ لیں یا قدرت کا آسمانی منصوبہ کہ وسط دسمبر ۱۹۸۳ء میں جب خاکسار کی عمر تیس (۳۰) سال کے قریب تھی، میرے ساتھ وہ روحانی واقعہ رونما ہو گیا۔جس میں مجھے نہ صرف ''نیکی کی ماہیت'' سے آگاہ کیا گیا بلکہ اس عاجز کو یہ بھی خبر دی گئی کہ جس ''زکی غلام'' کی بشارت حضورؑ کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی تفصیلی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی، وہ موعود ''زکی غلام'' تو ہی ہے۔الحمدللہ۔نہ صرف مجھے یہ خبر ملی بلکہ اللہ تعالیٰ نے بڑی تیزی سے ''غلام مسیح الزماں'' کی الہامی تصویر بھی میرے وجود میں پوری کرنی شروع کر دی۔دس (۱۰) جون ۲۰۰۲ء کو میں نے اِذنِ الٰہی کیساتھ اپنا دعویٰ اور اس کا الہامی ثبوت خلیفہ رابع کے سامنے رکھ دیا۔خلیفہ رابع اور اُسکے حواریوں نے میرے دعویٰ اور اِسکے الہامی ثبوت کو افراد جماعت سے چھپا کر اپنے فرائض منصبی سے دیدہ و دانستہ کوتاہی کی ہے۔میرا دعویٰ اور اس کا الہامی ثبوت دیکھ کر خلیفہ رابع نہ صرف ساکت ہو گئے بلکہ وہ کثرت سے بھولنا بھی شروع ہو گئے۔اب ''خلیفہ خدا بناتا ہے'' کا ڈرامہ رچا کر عرصہ دراز سے جو افراد جماعت کو بیوقوف بنایا گیا تھا، میرے مقدمہ نے اس سارے ڈرامے کا بھانڈا پھوڑ دیا۔میرا مقدمہ پہنچنے کے بعد تیسرے جمعہ کے دن خلیفہ رابع ڈائس پر گر پڑے۔اِنکی ٹانگیں جواب دے گئیں اور ان سے چلا نہیں جاتا تھا۔یہ سب میری سچائی کا رُعب تھا۔کیونکہ خلیفہ صاحب کو جو دینا پڑ رہا تھا وہ اسکے متحمل نہیں ہو رہے تھے۔اور اب چونکہ اس سارے واقعہ کا نظارہ افراد جماعت نے بذریعہ ایم۔ٹی۔اے کر

لیا ہے۔لہٰذا یہ خودساختہ اور جبری نظام جماعت اسکی تردید نہیں کرسکتا اور نہ ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ خاکسار جھوٹ بول رہا ہے کیونکہ لوگ اس ساری کاروائی کا نظارہ خود کر چکے ہیں۔

ے زِدرگاہِ خدا مردے بصد اعزازمی آید ۔ مبارک بادت اے مریم کہ عیسٰی بازمی آید

خدا کی درگاہ سے ایک مرد بڑے اعزاز کیساتھ آتا ہے۔اے مریم تجھے مبارک ہو کہ عیسٰی دوبارہ آتا ہے۔(تذکرہ صفحہ ۶۸۴ بحوالہ مکتوب پیر سراج الحق صاحب نعمانیؓ صفحہ ۶)
حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد اگر خلافت احمدیہ میں کوئی شخص اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کھڑا ہوتا ہے کہ میں وہی موعود غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہوں جس کی بشارت اللہ تعالیٰ نے حضرت بانئے سلسلہ کو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں عنایت فرمائی تھی تو پھر جس خلیفہ کے وقت میں یہ واقعہ ہو تو اس خلیفہ کا فرض منصبی بنتا ہے کہ وہ اس کا فیصلہ کرے۔اگر مدعی جھوٹا ہے تو اس کا جھوٹ بذریعہ دلیل ثابت کر کے دکھائے۔اور اگر مدعی سچا ہے تو لوگوں کو بتائے کہ وہ موعود غلام مسیح الزماں ظاہر ہو گیا ہے جس کی خبر حضرت مسیح موعودؑ کو دی گئی تھی۔لہٰذا اب میرے بعد کسی خلیفہ کی نامزدگی یا انتخاب نہیں ہوگا۔خلیفہ رابع جو دنیا کو للکارتا تھا، وہ غلام مسیح الزماں کے الہامی ثبوت کے آگے گر پڑا اور اُسکے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔اگر جواب ہوتا تو ضرور دیتا۔خاموشی کیساتھ سفر آخرت کیلئے روانہ ہو کر آپ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جماعت کو ایک ابتلاء میں ڈال گئے۔لیکن زمین آسمان کو شکست نہیں دے سکتی۔جو آسمان پر طے ہو چکا ہے وہ زمین پر ہو کر رہے گا۔حالانکہ وہ اپنی زندگی میں خود فرما چکے تھے ے

کلیدِ فتح وظفر تھمائی تمہیں خدا نے اب آسماں پر ۔ نشان فتح وظفر ہے لکھا گیا تمہارے ہی نام کہنا

اب غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے ظاہر ہونے کے بعد کسی بالواسطہ نامزد خلیفہ کی کوئی حیثیت نہیں اور نہ ہی اس کا جواز ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے فرمان کے مطابق غلام مسیح الزماں کے ظہور کے بعد انتخابی خلافت کا دور از سر نو پھر شروع ہو جائے گا۔اور اس خلافت کو کوئی بھی موروثی یا خاندانی نہیں بنا سکے گا اِنشاءاللہ تعالیٰ۔میں مرزا مسرور احمد اور اُسکے حواریوں کو مشورہ دیتا ہوں کہ اگر میں آپکی نظر میں جھوٹا ہوں تو اٹھو اور دلیل کیساتھ میرا مقابلہ کرو تا کہ افراد جماعت کو سچ اور جھوٹ کا پتہ چل جائے۔مزید آپ لوگ اپنے نظام اور اپنی اکثریت پر ناز نہ کرو۔تاریخ مذاہب میں ایسے نظاموں اور ایسی کثرتوں کا بڑا ذکر ملتا ہے۔اللہ تعالیٰ نے انکی کچھ بھی پرواہ نہیں کی اور اپنے پیارے بندوں کی خاطر ایسے نظاموں اور ایسی کثرتوں کو ناکام و نامراد کر دیا۔آج سے دو ہزار سال پہلے یہودی خلیفہ کائفا کو بھی اپنے نظام اور اپنی اکثریت پر بڑا ناز تھا۔اس نے اللہ تعالیٰ کے ایک معصوم اور برگزیدہ بندے کی تکذیب کرتے ہوئے اسے صلیب پر لٹکوایا۔اِسکے بعد پھر کیا ہوا آپ سب لوگ جانتے ہیں۔آج تم پھر وہی غلطی کر رہے ہو؟ آج اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں کو اسی برگزیدہ بندے کا مثیل بنایا ہے اور میرے اِنکار کا بھی وہی نتیجہ ہوگا جو پہلے موسوی مسیح ابن مریم کے اِنکار کا ہوا تھا۔اور اسکا سارا گناہ مرزا مسرور احمد کی گردن پر ہوگا۔

خلیفہ ثانی صاحب کے تین بڑے کارنامے۔

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ یعنی مجدد اعظم نے عالم اسلام میں اتنی تجدید کی ہے کہ اب بظاہر آپکے بعد کسی تجدید کی ضرورت نہیں تھی۔لیکن اللہ تعالیٰ جانتا تھا کہ آپؑ کے وصال کے بعد آپکے جسمانی لڑکے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے کیا کارنامے سرانجام دینے ہیں اور اُنکی اصلاح کیلئے آپکے بعد ضرور ایک مصلح اور مجدد کی ضرورت پڑنی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اُس مصلح موعود کی بشارت آپؑ کو آپکی زندگی میں بخش دی تھی۔اللہ تعالیٰ نے غلام مسیح الزماں سے متعلق الہامی بشارات کے دائرہ سے آپکے جسمانی لڑکوں کو باہر نکال کر اس اِلہامی پیشگوئی کو آپکی روحانی اولاد کی طرف منتقل کر دیا گیا۔اب اس الہامی پیشگوئی کا وارث آپ کا موعود روحانی فرزند ہے۔عجیب اور حیرت کی بات ہے کہ جس شخص نے حضورؑ کے بعد ایک مصلح کی وجہ بننا تھا، وہی شخص مصلح موعود بن بیٹھا۔اُسکے بہت سارے کارناموں میں سے سردست تین کی تفصیل درج ذیل ہے۔

(۱) خلیفہ ثانی کا پہلا کارنامہ یہ تھا کہ اس نے غلط طور پر اِلہامی پیشگوئی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کو اپنے اوپر چسپاں کیا۔اور علم اِلٰہی میں جو اس پیشگوئی کا مصداق تھا ایک نظام کیساتھ اُسکی آمد کا دروازہ بند کر دیا۔کتنا مظلوم ہے وہ روحانی فرزند کہ اُسکی آمد سے پہلے ہی اُسکی روحانی وراثت پر قبضہ کر لیا گیا؟

(۲) دوسرا کارنامہ یہ تھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے بعد انتخابی خلافت کو بالواسطہ نامزد یا خاندانی خلافت میں بدل دیا۔اور اس طرح خلافت کی نعمت کو مغلیہ خاندان کیلئے مخصوص کر کے حضورؑ کی روحانی اولاد کو اس روحانی نعمت سے یکسر محروم کر دیا گیا۔

(۳) تیسرا کارنامہ یہ تھا کہ ایک نظام کیساتھ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی روحانی اولاد کے گلے میں غلامی کا طوق ڈالا گیا جس سے رہائی کا وہ تصور بھی نہیں کر سکتے۔خلیفہ ثانی کے ان تینوں بڑے کارناموں کی اصلاح کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو جس زکی غلام کی بشارت بخشی تھی وہی آپؑ کا روحانی فرزند اور مصلح موعود ہے۔یہی سچ اور اصل واقعہ ہے۔اگر کوئی اِس سے ناراض ہوتا ہے تو ہوتا رہے۔حضورؑ فرماتے ہیں۔

’’وہ تلخ الفاظ جو اظہار حق کیلئے ضروری ہیں اور اپنے ساتھ اپنا ثبوت رکھتے ہیں وہ ہر ایک مخالف کو صاف صاف سنا دینا نہ صرف جائز بلکہ واجبات وقت سے ہے تا مداہنہ کی بلا میں

مبتلا نہ ہو جائیں۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)۔ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۴)

خاکسار/عبدالغفار جنبہ/کیل۔ جرمنی

۲۵ رمئی ۲۰۰۴ء

☆☆☆☆☆☆☆